احادیث میں ناسخ ومنسوخ اور فقہی احکامات پر اثرات

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس ☆

It is an established fact that the abrogation of the verses is always being the part of the sciences of Quran but the differences among the Ulama in the usage of this very word are always there which was accepted by almost everyone. This very phenomenon of abrogation was also present in Hadith literature as happened in Quran. It is necessary for the spiritual evolution of the individual and society. Many matters, in the sciences of Hadith, are based upon Ijtihad which made this very discipline complicated to comprehend. Many books have been written on this subject by many of the Ulema. Abrogation, in reality, is the necessary tools for the Islamic Jurist because it has a great influence on the different school of thought of Fiqh. An act is annulled by a jurist while the other recognizes it as a Sunnah or Wajib. Hence, this very discipline became important to the cognizance of the sciences of Hadith.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی حفاظت وصیانت، اوران سے استنباط واستخراج مسائل کے لیے محدثین اور فقہاء نے جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ امتِ محمدیہ کے خصائص وامتیازات میں سے ہیں۔ اس مقصد کے لیے علوم حدیث کے نام سے جو فنی مباحث ہمارے سامنے ہیں وہ علماء کی عمیق نظری، گہرائی وگیرائی پر دلالت کرتے ہیں۔ ان مباحث حدیث میں ایک اہم ترین بحث ناسخ ومنسوخ کی ہے۔

لغت میں نسخ کے تین معانی ہیں(۱)''الازالة والرفع ''کسی چیز کو زائل کر دینا اور اٹھا دینا(۲) ''النقل من موضع الی موضع مع بقاء الاول ''کسی شی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اس طرح منتقل کر دینا کہ اس کا پہلا (مقام) بھی باقی رہے(۳)''نقل الشی و تحویلہ من مکان مع عدم بقاء الاحکام''کسی شی کو ایک جگہ سے اس طرح سے منتقل کرنا کہ اس کے (سابقہ) احکام باقی نہ رہیں۔

اصطلاح میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

وهو رفع الحكم الشرعی بدليل شرعی من الكتاب والسنة بحيث يكون الدليل

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

الشانی متراخیاعن الاول ۔(۱) نسخ کتاب وسنت میں ایک حکم شرعی کو دوسرے حکم شرعی کے ذریعے اٹھادیا جانا ہے، اس طرح سے کہ دوسری دلیل پہلی کے بعد آئی ہو۔

ابتدا میں یہ لفظ کثیر الاستعمال تھا۔ اصولیین اس کے اطلاق میں وسعت سے کام لیتے۔ امام شافعی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس لفظ کے مصادیق کو محدود کیا۔(۲) قرآن کریم میں منسوخ آیات کی تعداد ایک معرکۃ الآراء مسئلہ بنا رہا۔ اس اعتبار سے قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ یقیناً ایک دقیق مسئلہ ہے اور احادیث نبویہ میں ناسخ ومنسوخ کی پہچان اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اس حوالے سے معروف ماہر عمرانیات ابن خلدون کا کہنا ہے:''جب دو حدیثیں مثبت اور منفی آپس میں ٹکرائیں اور جمع بین الحدیثین کسی تاویل سے ممکن نہ ہو اور ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ فلاں حدیث تاریخ میں پہلے ہے اور فلاں بعد میں تو لامحالہ ان میں متاخر کو ناسخ مانیں گے۔ یہی ناسخ ومنسوخ کی بحث علم حدیث کا اہم ترین اور صعب ترین حصہ ہے۔''(۳)

جس طرح قرآن کریم میں نسخ کا پتہ قرآن ہی سے چلتا ہے۔(البقرہ:۱۰۶) اسی طرح احادیث میں ناسخ ومنسوخ کی معرفت بھی احادیث ہی سے ہوتی ہے۔

ابن الشخیر بیان کرتے ہیں: **کان رسول اللہ ینسخ حدیثہُ بعضہ بعضا کما ینسخ القرآنُ بعضہ بعضاً** (۴) رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث دوسرے کی ناسخ ہوتی جس طرح کہ قرآن کی ایک آیت سے دوسری آیت منسوخ ہوتی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد گرامی سے اس طرح سنا۔ **أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یقول القول ثم یلبث احیاناً ثم ینسخہ بقول آخر، کما ینسخ القرآن بعضہ بعضاً** ۔(۵) رسول اللہ ﷺ ایک قول ارشاد فرماتے پھر ایک وقت تک اس پر رہتے پھر ایک قول کے ذریعے اس (پہلے) قول کو منسوخ کر دیتے۔

محدثین نے ان روایات کے پیش نظر کتب احادیث میں ایسے ابواب قائم کیے جن سے نسخ فی الحدیث کا پتا چلتا ہے۔ جیسے صحیح مسلم کے یہ ابواب

(i) باب: نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین

(ii) باب: نسخ الوضوء مما مست النار

اسی طرح امام بخاری نے یہ حدیث نقل کی

ان الامام لیؤتم به ، فاذا رکع فارکعوا، واذا رفع فارفعوا، وان صلی جالساً فصلوا جلوسا ،امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ رکوع کرے رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ تو بعد ازاں یہ لکھا۔

قال ابوعبدالله: قال الحمیدی: هذا الحدیث 'منسوخ' لان النبی صلی الله علیه وآله وسلم آخر ما صلی صلی قاعداً والناسُ خلفه قیام.(۶)

حمیدی کے حوالہ سے ابوعبداللہ نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے آخر میں جو نماز پڑھی بیٹھ کر پڑھی اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔

اس طرز عمل سے نسخ السنۃ بالسنۃ کا پتہ بھی چلتا ہے۔ دراصل علم حدیث کی اس نوع کا براہ راست فقہی احکامات سے تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں فقیہ اور محدث کے کام میں فرق بیان کرتے ہوئے ابن الاثیر لکھتے ہیں: معرفة المتواتر والآحاد والناسخ والمنسوخ، وان تعلقت بعلم الحدیث، فان المحدث لایفتقر الیها، بل هی وظیفة الفقیه ، لانه یستنبط الاحکام من الاحادیث فیحتاج الی معرفة ذلك، واما المحدث فوظیفته ان ینقل ویروی ماسمعه من الاحادیث کما سمعه فان تصدی لما رواه فزیادة فی الفضل وکمال فی الاختیار۔(۷)

متواتر، احاد اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت اگر چہ علم حدیث سے متعلق ہے لیکن محدث کے لیے ان کی معرفت لازم نہیں۔ ان کی ضرورت فقیہ کو ہوتی ہے کیونکہ فقیہ ان سے استنباط احکام کرتا ہے اس لیے اسے ان کی معرفت کی ضرورت ہے جبکہ محدث کی ذمہ داری یہی ہے کہ جو احادیث اس نے سنی ہیں ان کو ویسے ہی نقل اور روایت کرے جیسے سنی تھیں اور اگر وہ اس کے علاوہ ان کی معرفت بھی حاصل کرے تو یہ فضل میں اضافہ اور اختیار میں کمال ہے۔

اس حوالہ سے ڈاکٹر نورالدین عتر کا یہ جملہ بھی اہم ہے: ومعرفة ما وقع فیه النسخ من الحدیث علم مهم لاینهض به الاکبار ائمة الفقه۔(۸)

ناسخ ومنسوخ کی معرفت ایسا دقیق علم ہے جس کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں سوائے کبار ائمہ فقہ کے۔

اس کے بعد وہ امام زہری کا یہ جملہ نقل کرتے ہیں: أعیا الفقهاء وأعجز هم أن یعرفوا ناسخ حدیث رسول صلی الله علیه وآله وسلم من منسوخه۔(۹)

کہ فقہاء کو جس چیز نے تھکا دیا اور عاجز کر دیا وہ حدیث نبوی میں ناسخ ومنسوخ کی معرفت ہے۔ ابن سیرین کے بقول جو تین آدمی فتوی دے سکتے ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو ناسخ ومنسوخ کی معرفت رکھتا ہو۔(۱۰) فقہ میں اس علم کی معرفت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ امام ابوبکر محمد بن موسی الحازمی (م:۵۸۴ھ) نے ناسخ ومنسوخ پر اپنی کتاب کو فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا اور ابن الجوزی کی اس موضوع پر کتاب کا نام بھی اس طرح ملتا ہے''اخبار اھل الرسوخ فی الفقه و الحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث''(۱۱)

نسخ کی شرائط

چونکہ فقہی احکامات کی معرفت ناسخ ومنسوخ پر موقوف ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ احادیث میں اس فن میں مہارت مشکل کام ہے۔ اس لیے اہل علم نے نسخ کے لیے چند شرائط مقرر کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱. ان یکون الحکم فی الناسخ والمنسوخ متناقضا فلایمکن العمل بهما.
ناسخ ومنسوخ حکم کے لحاظ سے متناقض ہوں اور دونوں پر عمل ممکن نہ ہو۔

۲. ان یکون حکم المنسوخ ثابتا قبل ثبوت حکم الناسخ
یہ کہ ناسخ کا حکم ثابت ہونے سے قبل منسوخ کا حکم ثابت ہو۔

۳. ان یکون حکم المنسوخ ثابتا بالشرع لابالعادة والعرف
منسوخ کا حکم شرع سے ثابت ہو نہ کہ عادت وعرف سے۔

۴. کون حکم الناسخ مشروعا بطریق النقل کثبوت المنسوخ
ناسخ کا حکم ثبوت منسوخ کی طرح بطریق نقل مشروع ہو۔

۵. کون الطریق الذی ثبت به الناسخ مثل طریق ثبوت المنسوخ(۱۲)
قوت میں ثبوت ناسخ کا طریق ثبوت منسوخ جیسا ہو یا اس سے بھی قوی تر

ناسخ ومنسوخ کی معرفت کے ذرائع

۱۔ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی امر کی تصریح فرما دیں کہ میں نے یہ حکم دیا تھا اب اس کو اس طرح کرو۔ جیسے ارشاد فرمایا

کنت نهیتکم عن زیارة القبور ، فزوروها ونهیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلاث ، فامسکوا مابدالکم ، ونهیتکم عن النبیذ الافی سقاء، فاشر بوا فی الاسقیة کلها، ولا تشربوا مسکرا (۱۳)

میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا اب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ میں نے قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنے سے منع کیا تھا اب جب تک چاہو رکھ لو۔ میں نے نبیذ سے منع کیا تھا سوائے مشکیزہ میں تیار کردہ نبیذ کے اب جس برتن میں چاہو (بنا کر) پی لو مگر کوئی نشہ آور چیز نہ پیئو۔

اسی طرح آپ کا یہ فرمان جو فتح مکہ کے موقعہ پر ارشاد فرمایا: ''انی لم احرم مکة ولکن الله عزوجل حرمها، وانها لم تحل قبل ولا تحل لاحد بعدی الی یوم القیامة، وانما احلها الله عزوجل لی ساعة من نهار'' (مصنف عبدالرزاق ص:۳۷۸)

ترجمہ: میں نے مکہ کو حرمت والا نہیں بنایا بلکہ اللہ عزوجل نے اسے حرمت والا بنایا اور اسے مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا۔ نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا تا قیامت، اللہ عزوجل نے صرف میرے لیے اسے دن کی ایک ساعت کے لیے حلال کر دیا ہے۔

۲۔قول صحابی:

کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی صحابی یہ فرمادے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری فعل یہ تھا۔ جیسے

۱۔ عن جابر قال کان آخر الامرین من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ترک الوضوء مما مسّت النار (۱۴)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگ پر پکائی ہوئی چیز کے کھانے پر وضوء کرنے کو ترک کر دیا تھا۔

۲۔ اس کی دوسری مثال آپ کا دیباج کی قبا ر پہننا ہے جو تحفہ میں ملتی تھی۔ مگر پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ''نهانی عنه جبریل'' کہ مجھے جبرائیلؑ نے اس سے منع کر دیا۔ (صحیح ابن حبان جلد۱۲،ص:۲۴۵، رقم الحدیث:۵۴۲۸)

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم امرنا بالقیام فی الجنازة ثم جلس بعد ذلک

وامرنا بالجلوس (۱۵)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ میں قیام کا حکم ارشاد فرماتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھتے اور ہمیں بیٹھنے کا حکم فرماتے۔

امام مسلم نے اس روایت کو اختصار سے لکھا ہے مگر باب کا عنوان ''نسخ القیام للجنازة'' لکھا۔(۱۶)

(۳) وقت وتاریخ:

حدیث میں ناسخ ومنسوخ کی معرفت تاریخ سے بھی ہوتی ہے۔ منسوخ پہلے کی بیان کردہ روایت ہوتی ہے جبکہ ناسخ بعد کی۔ جیسے

شداد بن اوس کی حدیث ہے

افطر الحاجم والمحجوم. (۱۷)

پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں نے روزہ توڑ دیا۔

حضرت ابن عباس کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

احتجمَ النبی وھو صائم (۱۸)

حضور ﷺ نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

ڈاکٹر نورالدین عتر ان روایات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بین الامام المطلبی محمد بن ادریس الشافعی ان الثانی ناسخ للاول، وذلک ببرھان دقیق حیث انه روی حدیث شداد انه کان مع النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم زمان الفتح فرای رجلا یحتجم فی رمضان فقال: ''افطر الحاجم والحجوم'' وروی فی حدیث ابن عباس: ''انه صلی اللہ علیه وآله وسلم احتجم وھو محرم صائم'' فبان بذلک ان الاول کان زمن الفتح سنة ثمان، والثانی فی حجة الوداع سنة عشر، فیکون الثانی ناسخا للاول. (۱۹)

امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ دوسرا ناسخ ہوتا ہے پہلے کے لیے اور یہ ایک دقیق برہان پر مبنی ہے یہ کہ حدیث شداد میں ہے کہ وہ فتح مکہ کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اس دوران ایک شخص کو رمضان میں پچھنے لگواتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پچھنے لگانے اور لگوانے والے

(دونوں) کا روزہ ٹوٹ گیا۔

اور حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام اور روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے ہیں اس سے واضح ہوا کہ پہلی حدیث فتح مکہ ۸ ہجری اور دوسری حدیث حجۃ الوداع ۱۰ ہجری کے موقعہ کی ہے۔ پس دوسری حدیث پہلی کے لیے ناسخ ہے۔

۲۔ دوسری مثال حدیث عائشہ ہے جو کتاب المرضی کے حوالہ سے پہلے لکھی جا چکی ہے۔

تیسری مثال یہ ہے کہ آپ نے خیبر کے موقعہ پر نکاح متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کیا۔

(سنن النسائی کتاب الصیدو الذبائح باب: تحریم اکل لحوم الحمرا لاھلیة)

۴۔ اجماع:

اجماع ناسخ ہوتا ہے نہ منسوخ، البتہ ناسخ کی خبر دیتا ہے۔ (۹۱۔۱)

مثال **بمن شرب الخمر، فاجلدوه، فان شربها فاجلدوه، فان شربها فاجلدوه فان شربها الرابعة فاقتلوه** (۲۰)

جو شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ اگر پھر پیئے تو کوڑے تیسری بار بھی کوڑے مارے جائیں۔ اگر وہ پھر دھرائے تو چوتھی مرتبہ میں اسے قتل کر دو

امام نووی لکھتے ہیں: **دل الاجماع علی نسخه** کہ اجماع اس کے نسخ پر دلالت کرتا ہے۔ (۲۱)

اس کی ایک اور مثال اونٹوں کی زکوۃ ہے۔ اس حوالے سے زرکشی کہتے ہیں: **اتفقت الصحابة علی ترك استعمالهم هذا فدل عدولهم عنه علی نسخه** صحابہؓ نے اس عمل کے ترک کرنے پر اتفاق کیا پس ان کا اس سے عدول کرنا اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے **(البحر المحیط فی اصول الفقه جلد ۴، ص: ۱۵۳)**

اسی طرح حضرت جابر کی روایت ہے جس میں ہے کہ ہم عورتوں کی طرف سے تلبیہ کہتے اور بچوں کی طرف سے رمی کرتے مگر امام ترمذی اس کو اہل علم کے اجماع کی وجہ سے منسوخ گردانتے ہیں ''**وقد اجمع اهل العلم علی ان المرأة لا یلبی عنها غیرها بل هی تلبی عن نفسها ویکره لها رفع الصوت بالتلبیه**'' (کتاب الحج باب: ماجاء فی حج الصبی)

اصل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی طرف سے کوئی دوسرا تلبیہ نہ کہے بلکہ عورت خود کہے اور عورت کا تلبیہ کے لیے اونچی آواز کرنا مکروہ ہے۔

حدیث میں علم ناسخ ومنسوخ پر مصنفات

اس موضوع پر پہلی کتاب ''الناسخ والمنسوخ''، قتادۃ بن دعامۃ السدوسی (۶۱۔۱۱۸ھ) کی ہے(۲۱۔ا)

حاجی خلیفہ نے درج ذیل اصحاب علم کے نام لکھے ہیں جن کی اس موضوع پر تصانیف ہیں۔

۱۔ ابوبکر محمد بن عثمان المعروف بالجعد (م:۳۰۱ھ)

۲۔ احمد بن اسحاق الانباری (م:۳۱۸ھ)

۳۔ محمد بن بحر الاصبہانی (م:۳۲۲ھ)

۴۔ ابوجعفر احمد بن محمد النحاس النحوی (م:۳۳۸ھ)

۵۔ ابومحمد قاسم بن اصبع القرطبی النحوی (م:۳۴۰)

۶۔ ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن سلامۃ النحوی (م:۴۱۰)(۲۲)

اسی طرح اصحاب علم کی درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) ناسخ الحدیث و منسوخه: عمر بن احمد بن عثمان ابوحفص ابن شاھین۔(م:۳۸۵ھ)(۲۳)

(۲) الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الاثار: محمد بن موسی بن عثمان بن حازم ابوبکر الحازمیَ الھمدانی (م:۵۸۴ھ)(۲۴)

(۳) اخبار اهل الرسوخ فی الفقه والحدیث بمقدار الناسخ والمنسوخ من الحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الحسن الجوزی (م:۵۹۷ھ)(۲۵)

اس موضوع پر علماء کی کتب کثیر تعداد میں ہیں۔ الدکتور محمد ابراہیم عبدالرحمٰن نے اس سلسلہ کی ۸۷ کتب کا ذکر کیا ہے۔(یہ فہرست ابوعبداللہ محمد بن احمد بن الحسین الموصلی کی کتاب صفوة الراسخ فی علم المنسوخ والناسخ کے محقق الدکتور محمد ابراہیم عبدالرحمٰن نے مرتب کی ہے)۔(۲۶) اس موضوع کے بعض مخطوطات کا ذکر بھی کیا گیا ہے(۲۷)

مقاصد نسخ:

(۱) مخلوق کے مصالح کا لحاظ

(۲) نسخ کے ذریعہ خیر اور آسانی پیدا کی گئی ہے۔ کیونکہ اگر نسخ ایک آسان حکم سے مشکل کی طرف ہو تو اس میں ثواب کی زیادتی ہے اور مشکل سے آسان کی طرف ہے تو اس میں آسانی اور سہولت ہے۔

(۳) نسخ اسلام کو سمجھنے اور صحیح احکام کی معرفت کے حوالے سے اہمیت رکھتا ہے۔ خصوصاً جب ادلہ متعارض ہوں اور تطبیق دینا ممکن نہ ہو۔

(۴) دعوتی اعتبار سے نسخ تدریج کا پہلو رکھتا ہے کیونکہ یہ شریعت کے کمال تک پہنچنے کے تدریجی مراحل کا مظہر بھی ہے۔

چند منسوخ احادیث اور فقہی احکامات پر اثرات:

منسوخ احادیث کی تعداد میں اہل علم کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف فقہی احکام کی نوعیت و کیفیت پر اثر انداز ہوا۔ ابن جوزی کے نزدیک ان کی تعداد ۲۱ ہے جبکہ عزالہ حسین الشیخ نے ۷۰ منسوخ احادیث کو اپنی کتاب ''مختصر الناسخ والمنسوخ فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم'' میں جمع کیا ہے۔(۲۸)

احمد طنطاوی جوہری مسدد نے ''الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث'' پر تحقیقی کام کیا۔ اس کے مقدمہ میں محقق نے ''الابواب المتفق علی وقوع النسخ فیھا'' کے تحت ۳۷ روایات درج کی ہیں اور ''الابواب المختلف مع رجحان وقوع النسخ فیھا'' کے تحت ۳۰ روایات درج کی ہیں۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ احادیث میں ناسخ و منسوخ کی تعداد میں اختلاف قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کے اختلاف سے کہیں زیادہ ہے اور اس کا اثر براہ راست فقہی مسائل پر پڑا جس سے آئمہ مجتہدین نے مسائل فقھیہ پر مختلف حکم لگائے ذیل میں چند ایسی احادیث پر علماء کی آراء پیش کی جاتی ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ نسخ یا تطبیق کی صورت میں احکام شرعیہ پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع الیدین سے متعلق احادیث کی روشنی میں ائمہ کے اقوال

صحیح بخاری میں ہے:

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: رایتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا قام فی الصلوۃ، رفع یدیہ حتی یکونا حذو منکبیہ، وکان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع ویفعل ذلک اذا رفع راسہ من الرکوع، ویقول سمع اللہ لمن حمدہ، ولا یفعل ذلک فی السجود.(۲۹)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جب رسول اللہ ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے

تو ہاتھ اٹھاتے کندھوں کے برابر اور اسی طرح اٹھاتے جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے تب بھی ایسا ہی کرتے اور کہتے سمعی اللہ لمن حمدہ اور سجود میں ایسا نہ کرتے۔

نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین پر امت کا اتفاق ہے(۳۰) دیگر مقامات پر رفع الیدین کے حوالے سے ائمہ کی آراء کو علامہ عینی نے بایں الفاظ بیان کیا ہے:''امام بخاری نے اپنی کتاب''رفع الیدین فی الصلوۃ''میں لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انیس صحابہ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بیس صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔توضیح میں لکھا ہے کہ رفع یدین واجب نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے۔داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین واجب ہے بعض مالکیہ اور امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ اس کے ترک سے گنہ گار ہوگا۔ابن خزیمہ نے کہا جس نے رفع یدین کو ترک کیا اس نے نماز کا ایک رکن ترک کر دیا۔امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک صرف تکبیر اولی کے وقت رفع یدین کیا جائے۔امام مالک کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔امام ترمذی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سے زیادہ صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے۔(۳۱)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رکوع سے قبل وبعد رفع یدین کی روایت منقول ہے لیکن یہ روایت منسوخ ہے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر خود رفع یدین نہیں کرتے تھے(۳۲) امام ابن ہمام (م:۸۶۱ھ) جو فقہ حنفی کے نامور محقق ہیں اس حوالہ سے لکھتے ہیں:''رفع یدین کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور آثار صحابہ بہت زیادہ ہیں۔امام طحاوی نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے چونکہ رکوع کے وقت اور بعد میں رفع یدین کے ترک اور کرنے کے متعلق احادیث و آثار موجود ہیں اور تعارض کے وقت ترجیح کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمارے نزدیک ترجیح ترک رفع یدین کو ہے۔پہلے نماز میں گفتگو کرنا اور جنس نماز کے علاوہ افعال کرنا مباح تھے پھر ان کو منسوخ کر دیا گیا اس لیے بعید نہیں کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کو منسوخ کر دیا گیا ہو۔نسخ پر دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو کہا چھوڑو، یہ وہ کام ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے کیا اور پھر ترک فرما دیا۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع یدین کیا تو ہم نے رفع یدین کیا آپ نے رفع یدین ترک کیا تو ہم نے رفع یدین کو ترک کر دیا۔اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد رفع یدین کی روایت ہے وہ منسوخ

ہے، کیونکہ مجاہد نے کہا میں نے دو سال حضرت ابن عمر کی اقتدا میں نماز پڑھی اور میں نے ان کو پہلی تکبیر کے علاوہ کبھی رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور جب راوی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی روایت ساقط ہو جاتی ہے‘‘(۳۳)

(۲) کتے کے جھوٹے برتن کو پاک کرنے سے متعلق احادیث کی روشنی میں آئمہ کے اقوال

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

اذا شرب الكلب فی اناء احدکم فلیغسل سبع مرات(۳۴)

ترجمہ: جب تم میں کسی کے برتن میں کتا پی لے اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہئے۔

امام نووی شافعی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے وہ نجس ہو جاتا ہے اس کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔ یہ ہمارا (شوافع) مالک، احمد رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسے برتن کو تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔(۳۵)

علامہ بدرالدین عینی احناف کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’فقہاء احناف کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونے کے وجوب کے قائل ہیں نہ پہلی بار مٹی سے صاف کرنے کے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ جنہوں نے کتے کے جھوٹے برتن کو سات بار دھونے کی روایت کی ہے وہی کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھونے کی قولا اور فعلا روایت کرتے ہیں یہ مرفوع بھی ہے اور موقوف بھی۔‘‘ مختلف فنی مباحث ذکر کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں: ’’امام طحاوی نے کہا ہے کہ سند صحیح کے ساتھ یہ مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونے کا حکم دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سات بار دھونے کی روایت منسوخ ہوگئی کیونکہ سات بار دھونے کی روایت کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں اور راوی جب کسی روایت کے خلاف عمل کرے یا اس کے خلاف فتوی دے تو پھر یہ روایت حجت نہیں ہے۔ کیونکہ صحابی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حکم سنے اور اس کے خلاف عمل کرے یا اس کے خلاف فتوی دے اس سے اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی اور ہمیں حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ یہ بدگمانی نہیں ہے اس لیے ماننا پڑے گا کہ سات مرتبہ دھونے کی روایت ان کے نزدیک منسوخ ہو چکی تھی۔‘‘(۳۶)

محدثین کے ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ:

(i) شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاء کے نزدیک سات مرتبہ دھونا واجب ہے اور وہ نسخ کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک ناسخ صحیح ثابت نہیں۔

(ii) احناف کے نزدیک چونکہ ناسخ صحیح ہے اس لیے تین مرتبہ دھونے والی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔

(۳) قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنے کے بارے میں محدثین کے اقوال

عبداللہ ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

نہیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلاث فامسکوا مابدالکم (۳۷)

میں نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا اب تمہارا جب تک جی چاہے قربانی کا گوشت رکھ لیا کرو۔

صحیح مسلم کے اس باب کی احادیث کے بارے میں امام نووی قاضی عیاض کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ان احادیث سے استنباط احکام میں علماء کا اختلاف ہے، بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس سے کھانا حرام ہے، اور یہ کہ تحریم کا حکم اب بھی باقی ہے، حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی نظریہ ہے، اور جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس کو کھانا جائز ہے، اور بعض احادیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ دوسری احادیث صریحہ سے منسوخ کردی گئی ہے، خصوصاً حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ممانعت کی واضح تصریح ہے، اور یہ سنت سے ثابت شدہ حکم کی سنت سے منسوخ ہونے کی مثال ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ نسخ نہیں ہے بلکہ پہلے تین دن سے زیادہ گوشت رکھنے کی ممانعت ایک علت کی بنا پر کی گئی تھی اور جب وہ علت زائل ہو گئی تو وہ ممانعت منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے، ایک قول یہ ہے کہ پہلے جو ممانعت کی گئی تھی وہ تنزیہاً تھی اور یہ کراہت تنزیہی اب بھی باقی ہے! لیکن حرام نہیں ہے، اور اگر وہ علت آج بھی پیدا ہو جائے اور لوگوں میں فقر اور گوشت کی احتیاج زیادہ ہو جائے تو اب بھی گوشت کو جمع کرنا مکروہ ہی ہوگا، انہوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے قول کا بھی یہی محمل ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ ممانعت اب مطلقاً منسوخ ہوگئی ہے اور اب گوشت رکھ لینا حرام ہے نہ مکروہ، لہٰذا اب گوشت رکھ لینا بھی جائز ہے اور تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ وغیرہ کی احادیث میں اس کی تصریح ہے، اور حضرت ثوبان کی روایت (۱۹۷۵) میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اصلح ھذا اللحم کہ گوشت کو سنبھال کر رکھو۔ پھر مدینہ منورہ تک آپ اس گوشت کو کھاتے رہے۔ (۳۸)

قاضی عیاض نے اس بات کی روایات سے جو نتائج اخذ کئے وہ یہ ہیں۔

(۱) قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد کھانا حرام ہے۔

(۲) تین دن کے بعد یہ گوشت کھانا جائز ہے ممانعت کا حکم دوسری احادیث سے منسوخ ہے۔

(۳) ممانعت علت کی بنیاد پر تھی اس لیے یہ منسوخ نہیں ہوئی آج بھی ضروریات اور حالات ایسے ہو جائیں تو اب بھی گوشت جمع کرنا مکروہ ہے۔

(۴) کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں محدثین کے اقوال

حضرت انس بیان کرتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زجر عن الشرب قائما(۳۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹا

اس عنوان سے کتب احادیث میں موجود احادیث وآثار کے حوالے سے علماء کے اقوال کا خلاصہ علامہ غلام رسول سعیدی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''علامہ نووی شافعی اور علامہ طیبی کے نزدیک کھڑے ہو کر پانی پینا خلاف اولیٰ ہے۔ علامہ قرطبی مالکی اور علامہ ابی مالک کے نزدیک کھڑے ہو کر پانی پینے کی احادیث منسوخ ہیں یا پھر آپ نے ضرر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ امام ابوجعفر طحاوی، حنفی کا بھی یہی مؤقف ہے۔ علامہ بدرالدین عینی کا بھی اور ملا علی قاری حنفی کی رائے یہ ہے کہ آپ نے بطور تادیب اور شفقت کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا اور جمہور فقہاء احناف کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے'' (۴۰) ابن حزم کا کہنا ہے کہ ممانعت کی احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی ناسخ ہیں اسی لیے اہل ظاہر کے نزدیک کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے۔ (۴۱)

علماء کے ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ

(۱) کھڑے ہو کر ہو کر پانی پینا حرام ہے۔

(۲) آپ کا کھڑے ہو کر پانی پینا جواز اور امت پر شفقت کے لیے تھا۔

(۳) یہ عمل ناسخ ہے پہلے عمل کا۔

(۴) کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

درج بالا احادیث پر علماء کی آراء سے یہ اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ نسخ فی الحدیث کی پہچان ایک مشکل امر ہے، کیوں کہ احادیث میں ترجیح تطبیق، ان کی صحت اور امت پر شفقت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل میں توسع اختیار کرنا یہ ایسے معاملات ہیں کہ علماء نے انتہائی جانفشانی سے ان پر غور وفکر کر

کے اپنی دیانتدارنہ رائے دی۔ رائے کے اس اظہار میں یقیناً علماء کا ذاتی ذوق اور ماحول کے اثرات ضرور شامل ہوتے ہیں لیکن یہ چیزیں علمی دیانت پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ ان مثالوں سے فقہی احکامات میں اختلافات کی حقیقت کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن ان مثالوں سے یہ اندازہ نہ لگایا جائے کہ احادیث میں نسخ کی تمام مثالیں اسی نوعیت کی ہیں احادیث میں ایسی مثالیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں جہاں نسخ کو سب علماء نے تسلیم کیا، اس طرح کی چند مثالیں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں۔

(۱) نکاح متعہ کے منسوخ ہونے کے بارے میں امام مسلم نے کتاب النکاح میں روایات کو اکھٹا کیا ہے۔
صحیح مسلم کے اس باب کا عنوان

"نکاح المتعہ وبیان انه ابیح ثم نسخ، ثم ابیح ثم نسخ ، و استقر تحریمه الی یوم القیامة" ہے

(۲) زید بن ارقم کہتے ہیں کہ نماز میں ہم ایک دوسرے سے کلام کرتے یہاں تک کہ وقوموا لله قانتین (البقرۃ:۲۳۸) نازل ہوئی۔ فامرنا بالسکوت ونهینا عن الکلام (۴۲)
صحیح مسلم میں اس مضمون کی روایات باب: تحریم الکلام فی الصلوٰۃ ونسخ ماکان من اباحته کے تحت نقل ہوئیں۔(۴۳) جبکہ امام بخاری نے ماینهی من الکلام فی الصلوۃ کے عنوان سے ایسی روایات نقل کیں یہ دونوں عنوان نسخ پر دلالت کرتے ہیں اور امت کا آج تک اسی پر عمل ہے۔ اور یہ نسخ السنہ بالکتاب کی مثال ہے۔

خلاصہ بحث:

(۱) احادیث میں نسخ واقع ہوا ہے البتہ اس کی پہچان میں علماء کا اختلاف ہے۔
(۲) بعض احادیث میں نسخ پر علماء کا اختلاف ہے۔
(۳) فقہی احکامات اس مسئلہ میں علماء کے اختلافات سے متاثر ہوتے ہیں یہ امر اس شریعت میں توسع اور انسانی مصالح کی رعایت کا مظہر ہے۔

حوالہ جات/حواشی

(۱) لغوی واصطلاحی مفاہیم کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

(i) ابن منظور الافریقی ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب دار بیروت، بیروت ۱۳۸۸ھ/۱۹۸۸، جلد۳،ص:۶۱

(ii) فیروز آبادی مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط ، دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷ء جلد اول،ص:۲۷۱

(iii) احمد بن فارسی، ابوالحسین، معجم مقاییس اللغہ مرکز النشر مکتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۴ھ، جلد ۵، ص:۲۲۴۔۲۲۵۔

(iv) الموصلی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن الحسین،صفوۃ الراسخ فی علم المنسوخ والناسخ، تحقیق الدکتو محمد ابراہیم عبدالرحمٰن، جامعہ عین شمس قطر،ص:۲۹۔۳۰

(۲) ابن تیمیہ، شیخ ابو العباس تقی الدین، مجموعۃ الفتاوی، ریاض ۱۴۲۸، جلد ۱۴، ص ۱۰۱، جلد ۲۳، ص ۲۷۲

(۳) ابن خلدون، عبدالرحمن محمد(م ۸۰۸ھ)، کتاب العبرو دیوان المبتدا، والنجر، فی ایام العرب و العجم والبربر و من عاصرهم من ذوی السطلان الاکبر، مؤسسہ جمال، بیروت ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹، جلد اول، ص ب۳۶۸.

(۴) امام مسلم ، صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: انما الماء من الماء ، رقم الحدیث ۳۴۴

(۵) سنن الدارقطنی کتاب النوادر جلد۴،ص:۱۴۵

(۶) بخاری،محمد بن اسماعیل، کتاب المرضی، باب: اذ اعاد مریضاً رقم الحدیث:۵۶۵۸ کتاب الاذان ، باب : انما جعل الامام لیؤتم به رقم الحدیث ۶۸۹

(۷) السخاوی، امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن، فتح المغیث ،مرکز اہل السنۃ برکات رضا انڈیا، جلد۳،ص ۵۹:

(۸) منہج النقد فی علوم الحدیث ص:۳۳۶

(۹) ایضاً/الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث، جلد اول،ص:۱۱۴

(۱۰) الاعتبار جلد اول،ص:۱۱۹

(۱۱) الخیر آبادی، ڈاکٹر محمد ابو اللیث، علوم الحدیث اصیلها و معاصرها، مؤسسة الرسالة ناشرون، بیروت، ۲۰۰۵، ص:۲۹۵

(۱۲) صفوة الراسخ فی علم المنسوخ والناسخ، ص:۴۴

(۱۳) امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذن النبی ربه عزوجل فی زیارة قبر امه رقم الحدیث:۹۷۷

(۱۴) السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیت الافکار الدولیه، الریاض، کتاب الطهارت، باب ترک الوضوء رقم الحدیث:۱۹۲

(۱۵) مسند احمد، رقم الحدیث:۶۳۲

(۱۶) امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۹۶۲

(۱۷) امام ترمذی، محمدبن عیسی، سنن الترمذی، باب: ماجاء فی کراهية الحجامة للصائم رقم الحدیث:۷۷۴

(۱۸) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الصوم، باب الحجامة والقیئ للصائم رقم الحدیث:۱۹۳۹

(۱۹) عتر، ڈاکٹر نور الدین، منهج النقد فی علوم الحدیث، دارالفکر المعاصر بیروت، ۱۹۹۷ص:۳۳۷

(۱۹۔ا) امام زرکشی اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں: ''والتحقیق أن الاجماع لاینسخ به، لانه لاینعقد الا بعد الرسول ﷺ و بعده یرتفع النسخ، وانما النسخ یرفع بدلیل الاجماع'' (البحر المحیط فی اصول الفقه جلد۴ ص:۱۵۴/الغوری، سید عبدالماجد، المدخل الی دراسة علوم الحدیث، دار ابن کثیر بیروت، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء ص۱۰۵۱)

(۲۰) الاعتبار جلد۲، ص:۶۹۷/المعجم الکبیر جلد۹، ص:۳۵۹ رقم الحدیث ۸۴۳

(۲۱) الغوری، سید عبدالماجد، موسوعة علوم الحدیث وفنونه، دار ابن کثیر، بیروت ۱۴۲۸/۲۰۰۷ جلد۳، ص:۵۳۷

(۲۱۔ا) الخطیب، الدکتور محمد عجاج، اصول الحدیث علومه ومصطلحه دار المنارة، جده ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء ص:۳۰۱

(۲۲) حاجی خلیفه، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، داراحیاء التراث العربی بیروت، جلد۲، ص۱۹۲۰

(۲۳) یہ کتاب دکتورہ کریمۃ بنت علی کی تحقیق ہے دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ۱۹۹۹ء/۱۴۲۰ھ میں شائع ہوئی۔اسی طرح الشیخ علی محمد معوض اور الشیخ عادل احمد عبدالموجود دونوں کی تحقیق سے مرکز اہل السنۃ برکات رضا انڈیا سے ۲۰۰۴ شائع ہوئی ہے حاجی خلیفہ نے لکھا کہ ابراہیم بن علی (م:۷۴۴) نے اس کا ایک اختصار تیار کیا۔

(۲۴) اس کتاب کے بارے میں ابن کثیر لکھتے ہیں:''وقد صنف الناس فی ذلک کُتباً کثیرة من اجلها کتاب الحافظ الفقیه ابی بکر الحازی رحمه الله ''(ابن کثیر، الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث مدنی کتب خانہ کراچی، ۱۹۸۶، ص ۸۹) یہ کتاب دوجلدوں میں یہ کتاب احمد طنطاوی جوہری مسدد کی تحقیق سے دار ابن حزم پروت سے ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ میں شائع ہوئی اس کو مصنف نے ابواب فقہ کی ترتیب سے ۱۹۱ ابواب میں مرتب کیا ہے۔محقق نے کہا کہ اس میں ۴۰۰ سے زائد احادیث نقل ہوئی ہیں جن میں بعض ضعیف بھی ہیں۔

(۲۵) یہ کتاب ابن حجر کی طبقات المدلسین کے ساتھ ۱۳۲۲ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔ابن جوزی اس کتاب کے آغاز میں لکھتے ہیں:ثم رایت تخلیطهم فی علم ناسخ الحدیث و منسوخه فالفت فیه کتابا، احتوی علی ذکر کثیر من اغلاطهم، فطال ، فرایت ان افرد فی هذا الکتاب قدر ماصح نسخه اواحتمل، واعرض عما لاوجه نسخه ولا احتمال، فمن سمع بخبر یدعی علیه النسخ ولیس فی هذا الکتاب فلیعلم ، وهاك تلك الدعوی، وها اناذکر ذلك عاریا علی الاسانید، لیکون عجالة الحافظ وقد تدبرته فیه احدوعشرون حدیثاً''

سید عبدالماجد الغوری نے الحازمی کے بعد ابن جوزی کی کتاب کو اہم قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:''ویمتاز هذا الکتاب عن غیره بحسن الترتیب والتبویب والتنسیق وکثرة المسائل الفقهیة والآراء والتوجیهات، فهویذکر المسألة، ویذکر آراء الائمة فیها، ویرجع مایختار أحیانا، ویذکر الاحادیث المتعارفة ثم یبین الصحیح والضعیف منهما . ویقررعدم دخولهما فی باب الناسخ و المنسوخ اما لانهما لیسا من بابه او ان کلا الفعلین جائز ''(المدخل الی دراسۃ علوم الحدیث ص:۱۰۵۴)

(۲۶) ملاحظہ فرمائیے اس کتاب کا ص:۶۱-۷۷

(۲۷) الدکتورہ کریمۃ بنت علی نے کتاب ناسخ الحدیث ومنسوخہ کے ص:۵۷ پر دو مخطوطات کا ذکر کیا ہے۔

سید عبدالماجد الغوری نے ملا علی قاری کے اس موضوع پر ایک مخطوطہ کا ذکر بھی کیا ہے (ص: ۱۰۵۵)
(۲۸) الخیر آبادی، ڈاکٹر محمد ابواللیث، علوم الحدیث اصیلها و معاصرها، موسۃ الرسالۃ ناشرون، بیروت، ۲۰۰۵ ص: ۲۹۵
(۲۹) الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع، رقم الحدیث ۷۳۶
(۳۰) نووی یحی بن شرف شرح مسلم، جلد اول، ص: ۱۶۸
(۳۱) عمدۃ القاری، جلد ۵، ص: ۲۷۲
(۳۲) طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، شرح معانی الآ ثار، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ جلد اول، ص: ۱۳۳
(۳۳) ابن ہمام، علامہ کمال الدین، فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، جلد اول، ص: ۲۷۱
(۳۴) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب بحکم ولوغ الکلب رقم الحدیث: ۲۷۹
(۳۵) نووی، علامہ یحی بن شرف، شرح مسلم، نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ، جلد اول، ص: ۱۳۷
(۳۶) عینی، علامہ بدر الدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ جلد ۳، ص: ۴۰-۴۱
(۳۷) صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب: بیان ماکان معن النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام، وبیان نسخہ واباحتہ الی متٰی شاء رقم الحدیث: ۹۷۷
(۳۸) نووی، شرح مسلم، جلد ۲ ص: ۱۵۸-۱۵۹
(۳۹) صحیح مسلم، باب کتاب الاشربہ، باب: کراھیۃ الشرب قائما، رقم الحدیث ۲۰۲۴
(۴۰) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۱۰ء، جلد ۴ ص: ۸۸-۸۹
(۴۱) عمدۃ القاری جلد ۲۱، ص: ۱۹۳
(۴۲) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: ۴۵۳
(۴۳) کتاب المساجد